تین سوال......تین جواب

قاری محمد حنیف جالندھری

پہلا سوال آپ مدارس میں کیا اصلاحات لانا چاہتے ہیں؟ دوسرا سوال اصلاحات کیوں لانا چاہتے ہیں؟ تیسرا سوال یہ اصلاحات کیسے لانا چاہتے ہیں؟ ان تین سوالات کے جوابات ہر کوئی جاننا چاہتا ہے اور ظاہر ہے ایک آزاد ملک کے شہری ہونے کے ناطے ہر شہری کا یہ حق ہے مگر سچ یہ ہے کہ آپ ان سوالوں کا جواب دینے سے کتراتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ خود کلیئر نہیں ہیں، آپ کو خود پتہ ہی نہیں کہ آپ کرنا کیا چاہتے ہیں اور جو کچھ آپ کو پتا ہے وہ آپ عوام کو بتانا نہیں چاہتے اس لئے کہ وہ بتانے سے آپ اپنے عوام کی نظروں میں گر جائیں گے۔ آپ کو خوب معلوم ہے جس منصوبے پر آپ سے عمل کروایا جارہا ہے اگر عوام کو معلوم ہو گیا تو عوام آپ سے نفرت کرنے لگیں گے۔ ابھی تک آپ میں اور عوام میں ایک پردہ حائل ہے جس کی وجہ سے آپ کا گزارہ چل رہا ہے۔ بہر کیف عوام اتنا جانتے ہیں کہ آپ مدارس کے نظام کو بدلنا چاہتے ہیں اور بدلنا اس لئے چاہتے ہیں کہ امریکہ آپ کو مجبور کر رہا ہے۔ امریکا نے آپ کو بے پناہ فنڈ دیئے ہیں کہ آپ یہ رقم استعمال کر کے مدارس کو ان کی ''اصلیت'' سے نکالیں۔ آپ خود سوچیں یہود ونصاریٰ بے پناہ وسائل خرچ کر کے کیا یہ چاہیں گے کہ مدارس سے اچھے سچے مسلمان پیدا ہوں؟ ان کا مسئلہ ہی یہ ہے کہ یہ مدارس اگر اپنی ترتیب پہ چلتے رہے تو ان سے مضبوط ایمان واعمال والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے اور یہ لوگ چاہے نہتے ہی کیوں نہ ہوں، پھر بھی ظلم اور دہشت گردی کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں۔ یہ لوگ کفار کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں نہیں ڈالتے۔ مدارس سے نکلنے والے بے غیرتی کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ مدارس والے افراد عام لوگوں میں جذبۂ حریت پیدا کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ کائنات کا ایک ہی خالق اور مالک ہے لہٰذا صرف اسی کی غلامی اختیار کرو۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے بندوں کو بندوں کی غلامی کے لئے پیدا نہیں کیا۔ یہ کہتے ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے، لہٰذا اب قرآن کے حکم کے مطابق وہی نظام اللہ کو قبول ہے جو آخری نبی لے کر آئے۔ مدارس والے دنیا میں انصاف اور مساوات کی بات کرتے ہیں۔ آپ کو خوب معلوم ہے دینی مدارس کا مقصد دینی علوم کے ماہرین تیار کرنا ہے اور صرف دینی علوم کے ماہر ہی نہیں بلکہ ایسے تربیت یافتہ لوگ تیار کرنا کہ جو ہر حال میں حق کی بات کہیں، جو دنیا سے متاثر نہ ہوں جو بکنے اور جھکنے والے نہ ہوں، روپے پیسے کی چمک جن کی آنکھوں کو خیرہ نہ کرے، پونڈز اور ڈالرز کی جھنکار جن کے قدم ڈگمگا نہ دے۔ جو فراغت کے بعد کالجوں اور یونیورسٹیوں کی طرف نہ بھاگیں، بلکہ روکھا سوکھا کھا کے دین کا کام کریں۔ جو ہر ایک کی ہاں میں ہاں نہ ملائیں، بلکہ ہر جگہ وہی بات کہیں جو حق اور سچ ہو۔ اب آپ بتائیں کہ آپ مدارس کے نظام میں کیا تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ مقاصد زیادہ بہتر طور پر حاصل ہونے لگیں، جن کا میں نے ذکر کیا

ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اس کی وجہ سے مدارس کے نظام میں کوئی بہتری نہیں ئے گی اور نہ ہی مدارس وہ اہداف حاصل کر پائیں گے جو مدارس کا اصل مقصد ہے۔ اگر آپ مدارس کا نصاب بدلنا چاہتے ہیں تو مارا سوال یہ ہے کہ اس کے بدلنے کے لئے دینی علوم کے ماہرین کی رائے کو ترجیح دینی چاہیے یا آپ کی رائے کو؟ اس لئے کہ کوئی اصول تو ہونا چاہیے؟ اگر آپ یہ اصول طے کرتے ہیں کہ آپ کی رائے کو ترجیح دینی چاہیے باوجود اس کے کہ آپ مدارس کے نظام سے واقف نہیں، تو پھر آپ کو تھوڑا فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے میڈیکل کالجز، انجینئرنگ یونیورسٹیوں اور فوج کے اداروں کے حوالے سے ہماری رائے کو بھی اہمیت دینی چاہیے مگر اس طرح کی بات جب ہوتی ہے تو آپ قہقہہ لگاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مولویوں کو میڈیکل کالج، انجینئرنگ یونیورسٹی اور فوجی اداروں کا کیا پتا؟ کیا صرف مدارس ہی بے چارے ایسے ہیں کہ جن کے نظام کی بات کرتے وقت بش، کونڈولیزا رائس، ٹونی بلیئر اور ہمارے روشن خیال یہ چاہتے ہیں کہ ہم آنکھیں اور کان بند کر کے ان کی بات مان لیں؟ آخر کیوں؟

بعض پڑھے لکھے اور روشن خیال عناد کی وجہ سے اور کچھ مخلصین ہمدردی اور خیر خواہی سمجھ کر یہ مشورہ دیتے ہیں کہ علماء کو دنیا کا کچھ نہ کچھ تو پتا ہونا ہی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں علماء کا جس قدر پتہ ہونا چاہیے وہ ہے اور الحمد للہ! علماء کو دنیا کے معاملات کے حوالے سے کبھی دشواری پیش نہیں آئی، البتہ اس بات کا مجھے دکھ ہے کہ دنیاداروں کو جتنا دین کا پتہ ہونا چاہیے، وہ نہیں ہے۔ بہت سارے روشن خیالوں کو ہم جانتے ہیں کہ انہیں نماز جنازہ تک کا پتہ نہیں ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپ اپنے عزیز یا دوست کے جنازے میں کھڑے ہوں اور آپ کو اتنا پتہ بھی نہ ہو کہ اس میں پڑھنا کیا ہے۔ اس موقع پر آپ میت کو اور تو کچھ دے نہیں سکتے اور جو دے سکتے ہیں اس کا آپ کو پتہ ہی نہیں۔

یہی حال عید کی نماز کا ہے۔ ہر عید کے موقع پر امام صاحب کو نماز عید کا طریقہ بتانا پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک اچھی خاصی تعداد ایسی ہے جسے دین سے متعلق موٹی موٹی باتوں کا بھی علم نہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ لوگ دنیا کا ہر کام سکھانے کے پیسے لیتے ہیں جب کہ دین سکھانے کے لئے علماء کوئی پیسہ نہیں لیتے۔ کیا بحیثیت مسلمان سب کا یہ فرض نہیں کہ وہ کم از کم فرائض کا علم تو سیکھ ہی لیں۔

تو جناب! اب آپ بتائیں کہ آپ مدارس میں کیا اصلاحات لانا چاہتے ہیں۔ آپ دیکھیں نا! سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں تو آپ کو کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ وہاں آپ نے جو چاہا، جب چاہا کر لیا مگر آج اسکولوں اور کالجوں کی جو حالت ہے وہ آپ کے سامنے ہی ہے آپ کی اصلاحات نے یہ ماحول پیدا کیا کہ طلباء اپنے ہی اساتذہ کے خلاف جلوس نکالنے لگے، انہوں نے اپنے ہی اسکول اور اپنے ہی کالج کے شیشے توڑ ڈالے۔ نہ کوئی استاد کا احترام رہا اور نہ درس گاہ کا!! کیا آپ پورے ملک میں ایسا مدرسہ دکھا سکتے ہیں جہاں سٹرائیک ہوئی ہو، جہاں طلبہ نے اپنے مدرسے کے شیشے توڑے ہوں یا اپنے مہتمم کے خلاف جلوس نکالا ہو؟ اگر آپ پریشان نہ ہوں تو ذرا نیب زدگان کی فہرست پر نظر ڈال کر دیکھ لیں، آپ کو پوری فہرست میں اپنے ہی اپنے نظر آئیں گے۔ ایف سی کالج، گورنمنٹ کالج، گورڈن کالج، کراچی یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی، جی ہاں یہ سب آپ کے ہی اصلاح شدہ تعلیمی ادارے ہیں جہاں سے علم اور تربیت حاصل کر کے وہ لوگ فارغ ہوئے ہیں۔ ہمارا ایک بھی عالم انشاء اللہ آپ کو ایسا نہیں ملے گا جس پر کرپشن ثابت ہو۔ تو جناب

آپ کو مدارس کی بجائے اپنے اداروں کی فکر فرمانی چاہیے۔

کتنے شرم کی بات ہے کہ ایک مسلمان ملک ایک ہندو ملک سے کہتا ہے کہ جی آپ تو اپنے ملک میں موجود مدارس سے مطمئن ہیں، ہمیں بتائیں کہ ہم کیسے مطمئن ہوں۔ واہ سبحان اللہ! کیا فہم وفراست ہے اور کیا عقل ہے۔ جناب! آپ کی بے اطمینانی کے پیچھے امریکہ کا دباؤ ہے وگرنہ پتا آپ کو بھی ہے کہ مدارس جس ترتیب پہ چل رہے ہیں، وہ بالکل درست ہے۔ ہمارا موقف بڑا واضح ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ کسی بھی مسئلے پر بیٹھ کر مذاکرات کر لئے جائیں جس کی زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ یہ مذاکرات اوپن ہوں۔ عوام بھی سنیں تا کہ عوام کو معلوم ہو کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ ہم نے کبھی ضد نہیں کی، ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ بھئی آپ اپنی بات دلائل سے ہمیں سمجھا دیں ہم مان لیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ آپ ہماری بات بھی تو سنیں۔ یک طرف ٹریفک تو نہ چلائیں، مدارس پر دہشت گردی کا الزام لگا، ہم نے کہا آپ کسی ایک مدرسے سے ایک پسٹل تک برآمد کر کے دکھا دیں، مگر تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کسی مدرسے کے حوالے سے دہشتگردی کا ایک الزام بھی درست ثابت نہیں ہوا۔ جنرل حمید گل نے کہا جب میں آئی ایس آئی کا سربراہ تھا اس وقت مکمل تحقیق کی گئی ہم نے کسی مدرسے کو دہشت گردی میں ملوث نہیں پایا۔ چودھری شجاعت حسین نے ہزاروں کے مجمعے کے سامنے اعتراف کیا کہ جب میں وزیر داخلہ تھا اس وقت ہم نے پوری تحقیق کی مگر ہمیں کسی مدرسے کے حوالے سے دہشت گردی کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔

مدارس حکومت سے فنڈز نہیں لیتے، ملک کے عوام مدارس سے تعاون کرتے ہیں جس سے یہ سارا نظام چل رہا ہے۔ 15 لاکھ بچے بغیر کسی فیس کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدارس کی طرف سے مفت کھانا، مفت رہائش اور مفت کتب فراہم کی جاتی ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج ہر طرح کی این جی اوز کو کھلی چھوٹ ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ فحاشی، عریانی پھیلانے کے لئے انہیں جو فنڈز ملتے ہیں ان پر بھی کوئی پابندی نہیں، لیکن مدارس کے حوالے سے کبھی چندہ دینے والوں کو ہراساں کیا جاتا ہے اور کبھی طلباء کو بلاوجہ تنگ کیا جاتا ہے، آئے روز ایجنسیوں والے مدارس میں آ کر انتظامیہ کا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں۔

ایک سوال جو بڑی اہمیت کا حامل ہے، وہ یہ کہ آیا اوچھے ہتھکنڈوں اور مختلف حربوں کے ذریعے مدارس میں ہونے والے کام کو روکا جا سکتا ہے؟ تو اس کا بالکل واضح اور صاف جواب ہے کہ نہیں کبھی نہیں۔ اس لئے کہ مدرسہ عمارت کا نام نہیں ہے، مدرسہ نام ہے استاد، طالب علم اور کتاب کا۔ تاریخ گواہ ہے جب بھی مدارس کو بند کیا گیا علماء نے درختوں کے نیچے، گھروں میں اور تہہ خانوں میں بھوک پیاس کی حالت میں تعلیم وتعلم کا کام جاری رکھا۔ روس میں علماء اور مدارس کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا گیا تھا۔ کتنی سختیاں، کتنی تکالیف اور کتنی پریشانیاں آئیں۔ حکومت نے سمجھا علماء ختم ہو گئے، دینی تعلیم مٹ گئی، مگر جب روس ٹوٹا تو معلوم ہوا اس ظلم وستم کے دور میں بھی تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رہا اور اسی کا نتیجہ تھا کہ روس کے ٹوٹتے ہی وہاں ہزاروں علماء منظر عام پر آ گئے۔ تو یہ ایک حقیقت ہے کہ مدرسہ کے کام کو روکا نہیں جا سکتا، اس لئے خواہ مخواہ کسی کو یہ کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ جتنی مدارس کی مخالفت ہو گی مدارس میں اتنا ہی جوش وخروش سے کام ہو گا۔ عوام مدارس سے اتنا ہی زیادہ تعاون کریں گے اور مدرسہ پہلے سے بھی مضبوط ہو جائے گا، لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ مدارس کو اپنی ترتیب پر کام کرنے دیا جائے اور ان کے نظام میں کسی قسم کی مداخلت کی کوشش نہ کی جائے۔ ☆......☆